OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 5, Issue 3 (July-September 2022)

اسلامی ادب کا دائرۂ کار اور امتیازات
Scope and Peculiarities of Islamic Literature

Ghulam Mohyidin
Doctoral Candidate, Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore
Dr. Tahir Masood Qazi
HOD, Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore

Abstract

Islamic literature has many distinctions in its contents, aims and objectives, which are certainly not found in any heavenly or non-heavenly religion. Therefore, there is a step-by-step invitation to the harmony of knowledge and practice, the relationship between morals and character, leaving bad habits, the beauty of words and meaning, comprehensiveness and universality, moderation and the formation of character. Its appearance is not separated from its inner being, there is no complexity, ambiguity and contradiction in its teachings. While the prose literature of Islam is distinguished with all these distinctions, all these essentials are kept in mind in its poetic literature as well. Islamic literature has such an influence due to its beauty, distinction, clarity, simplicity, aims and objectives, that the heart and mind are drawn towards its effective words and effective meaning. This influence is impressive to its listeners and readers in every form, from the beautiful recitation of the Qur'an and Hadith to the poetic collections.

Keywords: Literature, Islam, targets, Effects

CC BY

تمہید

اسلامی ادب جسے براہِ راست اسلام کی سرپرستی حاصل ہے، ہر دور میں اپنی حجمیت، کمیت، اپنی جہات و اطراف اور ذیلی علوم میں مرحلہ وار تخصیصی زاویے کے طویل سفر کے بعد بھی ہزاروں سالوں سے اپنی اصول کے ساتھ مضبوطی سے قائم ہے۔ اپنی حدود و قیود رکھتا ہے، اس کا پھیلاؤ بھی اپنا ہے اور ذاتی ہے اور اس کے محاسن و معائب کی مقرر کردہ حدود بھی اپنی ہیں۔ اپنے دائرۂ کار میں اس کی کچھ اپنی خصوصیات و امتیازات ہیں جسے سطورِ ذیل میں مرحلہ وار ذکر کیا جائے گا۔

اسلامی ادب کی ضرورت

(۱) غلبۂ دین میں ضرورت

اسلام جو قرآن و حدیث میں منحصر ہے اور منبعِ علم و ہدایت ہے، اس سے پھوٹنے والا ادب بھی اسی قرآن و حدیث میں محصور ہے۔ سورۂ صف کی آیت اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى... [1] میں آپ ﷺ کی بعثتِ مبارکہ کی مقصدیت کا بیان ہے جسے "لِیُظْہِرَہٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ " کے تناظر میں سمجھا جائے تو بالواسطہ اسلامی ادب بذریعہ قرآن و حدیث بھی غالب کرنا سمجھ آئے گا۔ یا محتاط انداز میں اسلامی ادب کے متعلق یوں کہہ لیا جائے کہ اسلام جو تمام ادیانِ سماویہ و غیر سماویہ پر غالب آئے گا، اس میں اسلامی ادب نے چونکہ ایک واسطہ کے طور پر بہر صورت استعمال ہونا ہے لہٰذا بوجہ غلبۂ اسلام، اسلامی ادب کی ضرورت روزِ روشن کی طرح نکھر کر سامنے آتی ہے۔

(۲) فکری اصلاح میں ضرورت

انسانی فکر کی اصلاح اپنے دائرۂ عمل میں جس طرح اسلامی تعلیمات کر سکتی ہیں، کسی اور حوالے سے ایسی رہنمائی کا دستیاب ہونا ممکن نہیں۔ عقلیت پرست سائنسدان بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے نہیں جھجکا کہ:

> "سائنس ہمیں صرف یہ بتا سکتی ہے کہ "کیا ہے؟" وہ یہ نہیں بتا سکتی کہ "کیا ہونا چاہیے؟" اس لیے کہ اقدار کی قیمت مقرر کرنا اس کے دائرے سے باہر ہے اس کے برعکس مذہب کا کام یہ ہے کہ وہ انسانی فکر و عمل کی قیمت مقرر کرے۔"[2]

باطل نظریات اور فاسد خیالات پر جس طرح اسلامی ادب نے گرفت کی اور پھر اس کے اصلاح کی کوشش کی وہ اسلامی ادب سے تعلق و نسبت رکھنے والا بخوبی جانتا ہے۔ جس معاشرے میں انسانیت سوز نظریات مروج ہوں کہ:

> "جب وہ اپنے سے اونچے طبقہ کے آدمی پر اپنا ہاتھ یا لاٹھی اٹھائے تو اس کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں اور جب وہ اپنے پاؤں سے ٹھوکر مار دے تو اس کا پاؤں کاٹ دیا جائے اور جب وہ اس کے نام یا اس کی جماعت کے نام سے کسی تعظیمی لقب کے بغیر اسے آواز دے تو تین دھاریوں والا گرم کیا ہوا خنجر اس کے منہ میں ڈالا جائے جس کی لمبائی دس انگشت ہو اور بادشاہ اس کے منہ اور کانوں میں گرم تیل ڈالنے کا حکم دے گا جب وہ بے شرمی کے اس مقام تک جا پہنچے کہ وہ برہمنوں کے سامنے ان کی ذمہ داریوں کے معاملات میں کسی رائے کا اظہار کر سکے۔"[3]

جس معاشرے میں انسان کو اچھوت تصور کرتے ہوئے محض چُھو جانے سے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جانے کی سزائیں اور معاشرے کا فرد ہونے کے باوجود اظہارِ رائے کی بھی اجازت نہ ہو تو اس کی ابتری اور پستی کسی بھی ذی شعور معاشرے سے پنہاں نہیں۔

فکری، ذہنی، معاشرتی اور انفرادی اصلاح کا ذریعہ اسلام ہے۔ چنانچہ بایں معنیٰ ادبِ اسلامی کی ضرورت واہمیت کہیں بڑھ جاتی ہے۔

(۳) مقصدیت کے حصول میں ضرورت

تمام مخلوقات میں انسان کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ اسے تمام مخلوقات میں سب سے بڑھ کر شرف وفضیلت کیوں دی گئی؟ علم، شعور، ادراک اور ذہن رسا کے ساتھ ساتھ جذبات واحساسات اور کیفیات کی امتیازی شان کیوں بخشی گئی۔ انسان کو یہ سائنس صرف اسلام نے عطا کی اور اس کا سائنسی جواب دیتا بھی صرف اسلامی ادب ہی ہے۔ پال اربن کے بقول:

> "جسم اور ذہن کو سمجھنا آسان ہے لیکن روح کو سمجھنا آسان نہیں روح کو سمجھنے کا وسیلہ مذہب ہے چنانچہ تمھارا مذہب کوئی بھی ہو اس کے بنیادی اصولوں پر عمل کرنے کی عادت اپناؤ۔"[4]

اسلامی ادب میں مذکورہ تعلیمات ہی حقیقی معنیٰ میں وہ نصاب ہیں جو ذہنِ رسا کی تشفی، جسمانی اعضاء کا درست استعمال اور روح کی تسکین کا سامان فراہم کرتی ہیں۔ وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۵۶ . .[5] کہ میں نے جن ّوانس کو اسی لیے تخلیق کیا کہ وہ میری عبادت کی راہ اختیار کریں۔ چنانچہ اللہ کی بندگی کی راہ حیاتِ انسانی کی مقصدیت کا بیان ہے۔ اس عبادت کے تفصیلی مفہوم اور بندگی کی راہوں کا تعین محض انسانی رائے سے ممکن نہیں۔ لہٰذا نتیجتاً اسلامی ادب کے مجموعہ کی طرف رجوع لامحالہ ضروری ہے۔

(۴) تشکیلِ کردار کے لیے ضرورت

بلاامتیازِ مذہب ہر معاشرہ اپنے افراد کی تہذیب وکردار اور حُسنِ اخلاق میں درستگی اور تعمیر کا قائل ہے۔ اخلاقی بگاڑ اور فاسد اطوار بہت سی معاشرتی ناہمواریوں کو جنم دیتے ہیں۔ اسلامی ادب اس اعتبار سے تمام فنون وآداب میں امتیازی حیثیت کا حامل ہے کہ اس کی اولین ترجیحات میں تشکیلِ کردار کا عنصر شامل ہے۔ بعثتِ نبوی ﷺ کے بیان کردہ مقاصد پر ذرہ سی نظر کرنے سے اس بات کی صداقت عیاں ہوجائے گی:

يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۱۵۱ . .[6]

اس میں پانچ امور کا ذکر ہے تلاوتِ آیات، تزکیہ، تعلیمِ کتاب، تعلیمِ حکمت اور سابقہ لاعلمی کا خاتمہ۔ اس منصبِ رسالت کے امورِ خمسہ میں کم از کم تزکیہ اور تعلیمِ حکمت انسانی کردار کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرنے والے ہیں۔ بایں طور اسلامی ادب کی احتیاج لازم ہے۔ "ایک انسان کا قتلِ ناحق پوری انسانیت کو مار ڈالنے کے مترادف قرار دینا"[7]، "امانت میں خیانت، بات بات پہ جھوٹ، وعدہ میں بے وفائی اور جھگڑا کرتے ہوئے گالی گلوچ کرنا"[8] ایمان کے ستر سے زائد مختلف شعبہ جات کا ذکر کرتے ہوئے حیاء داری کو ایمان کی ایک شاخ قرار دینا[9] تہذیبِ اخلاق اور تشکیلِ سیرت کے داعی ہیں۔ مسلم معاشرہ اسلامی ادب کے انھی تعلیمی ستونوں پر بہترین معاشرہ قرار پاتا ہے۔ اخلاقی بدنظمی، مزاج کی سرکشی اور معاشرے میں فساد برپا کرنا کسی طور پر قابلِ قبول نہیں۔ اخلاقی پہلوؤں کی تمام ترجزئیات پر متعدد فرامین اور پھر ان کی تشریحات میں اسلامی ادب کے ہزاروں صفحات اس کی اہمیت کو اُجاگر کرنے میں شاہد وعادل ہیں۔

اسلامی ادب کے مشمولات ومندرجات

اسلامی ادب کے بنیادی ماخذ اپنی قطعیت میں یقینی، حقّیت میں ابدی اور جامعیت میں عالمی ہیں۔ جس طرح انسانی زندگی اپنے اطراف و جوانب میں طول و عرض رکھتی ہے تو حق تعالیٰ کے عطا کردہ علم و ادب میں بھی اسی قدر وسعت ایک یقینی امر ہے۔ ورنہ اس پر اِکمال و اِتمام کا دعویٰ نہ کیا جاتا۔ چنانچہ مذہبی، معاشی، انفرادی، اجتماعی، سیاسی، اخلاقی، علمی، عملی، گوشہ ہائے حیات میں اسلامی ادب میں مذکور مشمولات کے متعلق یہ کہنا مبنی بر حقیقت ہے کہ جس طرح اسلامی معاشرہ میں نسلِ انسانی کی وحدت و مساوات، حاکمیت خدا کی، مذہبی رواداری، احترامِ انسانیت، اسلامی ریاست میں اطاعتِ الٰہیہ، اطاعتِ نبویہ، اولی الامر کی اطاعت، شوریٰ دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کے حقوق کی پاسداری، اسی طرح عقائد میں توحید، نبوّت، انبیاء، ملائکہ اور کتب پر ایمان، اسلامی اخلاق، اسوۂ نبوی ﷺ اور اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم پر مبنی اسلامی ادب کے مندرجات و مشمولات ہیں۔

"اسلام کی وسیع اور عالمگیر اشاعت کے اسباب و ذرائع پر غائر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سب سے مقدم اور اصلی ذریعہ معجزۂ قرآنی ہے۔ عقائد، عبادات، اخلاق ہر چیز کو قرآن اس مؤثر طریقے سے بیان کرتا ہے کہ دل میں گھر کر جاتا ہے۔ پھر اس کا اعجاز جس قدر عبارت و انشاء میں ہے اس سے کہیں زیادہ معانی میں مطالب میں ہے۔"[10]

علامہ امین شنقیطی (۱۳۹۲) اس ضمن میں لکھتے ہیں:

"الأدب الإسلامي أدب رفيع و يشتمل على مغاز ومقاصد عظيمة فهو يشتمل على جملة من الشعر و النثر الّذي تكون فيه مكارم الأخلاق و يتحدّث عن محاسن العادات و كرائم الخلال و حميد الخصال كلّ ذلك يعبّر من الأدب."[11]

"اسلامی ادب بہت بلند مرتبہ ادب ہے اور یہ بہت بڑے مطلوب اور مقاصد پر مشتمل ہے۔ نیز یہ شعر ونثر کے ایسے مجموعے پر مشتمل ہے جس میں مکارمِ اخلاق (پائے جاتے) ہیں اور یہ عادات کی خوبیوں، مزاج کی عمدگیوں اور قابلِ ستائش خصلتوں کے متعلق بات کرتا ہے۔ اور اس (تمام) کو ادب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔"

اسلامی ادب کے مشمولات کا یہ طرّہ ہے کہ اس کے گرد شفافیت اور طہارت کا لطیف دائرہ کھینچا ہے۔ اس دائرہ یا سرحد کا نام حیاء ہے۔ پروفیسر محسن ندوی اسلامی ادب کے اس زاویے پر بات کرتے ہیں کہ:

"حالات کی نزاکت نے اہلِ دین کو بھی مجبور کر دیا ہے کہ وہ ایسے ادب کے وکیل بن جائیں جو صالح ہو، حیاسوز نہ ہو، اسلام پسند ہو، خدا سے بے زار نہ ہو، وہ اصلاح کا ذریعہ ہو فساد کا آلہ کار نہ ہو۔"[12]

یہ ندوی صاحب کی اپنی فکر ہے کہ اہلِ دین حالات کے پیشِ نظر اسلام کو اختیار کرنے میں مجبور ہو کر اس راہ پر پڑے جب کہ حقیقتِ حال یہ ہے کہ مسلمان ادیب تو روزِ اول ہی سے اسلام کا وکیل ہے ایسے ادب کا جو حیاء سازی بھی کرے۔

ان تمام وضاحتوں کے ساتھ یہ بات بھی یقینی ہے کہ اسلامی ادب کا انحصار و محصوریت فقط عربی زبان سے متعلق ادب میں نہیں بلکہ اسلام اور اس سے متعلق تمام نگارشات جو مسلم قلم کی خامہ فرسائی کا نتیجہ ہو اسلامی ادب کے مشمولات ہی میں سے ہے۔"فالأدب الإسلامي أعم من حيث شموليته لكل أدب انبثق من التصور الإسلامي سواء أكان أدبا مكتوبًا بالعربية أم بغيرها من اللغات الأُخرىٰ التي يتكلم بها المسلمون في العالم."[13] "اسلامی ادب اپنی

شمولیت کے اعتبار سے ہر اُس ادب کو شامل ہے جو اسلامی تصور سے پھوٹا ہو خواہ وہ عربی میں لکھا ہوا ہو یا مسلمانوں کی ہم کلام ہونے والی زبانوں میں سے کسی دوسری زباں میں۔"" دائرۂ معارف اسلامیہ" اسلامی ادب کے مندرجات کے متعلق یوں لکھتا ہے:

"اس میں عقائد، عبادات اور معاملات (انفرادی، اجتماعی، سیاسی، اقتصادی، عسکری، عدالتی اور بین الاقوامی) سب شامل ہیں۔"[14]

لہٰذا جس ادب میں اسلامی تعلیمات، حیاداری، اسلامی تصوّرات، محاسن و محامدِ اسلامیہ ہوں اور مسلم ادیب کے قلم سے ترتیب پایا ہو، خواہ محاضرات ہوں یا محاورات، مکالمات ہوں یا مقالات، آپ بیتی ہو یا تذکرۂ اسفار، شعراء کے دواوین ہوں یا حکایات، امثال ہوں یا شعری قواعد یہ سب ادب اسلامی میں شامل ہوں گے۔ چنانچہ احمد حسن زیات اس کے متعلق لکھتے ہیں:
"فیشتمل ما أنتجہ خواطر العلماء و قرائح الکتاب والشعراء"[15]

"اہلِ علم کے دلوں میں وارد ہونے والی باتیں شاعروں اور کاتبوں کے خیالات کے نتیجہ میں جو کچھ ترتیب پاتا ہے (اسلامی ادب) اُن تمام کو شامل ہے۔"

اسلامی ادب کے مصادر

اسلامی ادب کا سرچشمہ وحی الٰہی اور الہام ربانی جو رسول اقدس ﷺ کے قلبِ اطہر پر کیا جاتا تھا۔ اس جہری اور سِرّی وحی کی ہی دو صورتیں قرآن و حدیث ہیں جو تمام تر اسلامی ادب کا منبع و مصدر رہیں۔

قرآن

اسلامی ادب میں اولین مصدر کتابِ الٰہی ہے، جس قدر علوم مرورِ وقت کے ساتھ ساتھ اسلامی ادب کے دائرہ میں شامل ہوتے رہے اُن تمام کی اصل یہی قرآن ہے۔ "دائرۂ معارفِ اسلامیہ" کے مطابق:

"اسلام کی وسیع اور عالمگیر اشاعت کے اسباب و ذرائع پر غائر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سب سے مقدم اور اصلی ذریعہ معجزۂ قرآنی ہے۔"[16]

قرآن نہ صرف مابعد کتب کا مصدر رہے بلکہ سابقہ کتب کا لبِ لباب، نچوڑ اور خلاصہ ہے جو امتِ مرحومہ کے واسطے سابقہ شرائع میں سے امر و نہی کے اعتبار سے سب سے عظیم اور سچاترین ذریعہ بھی ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "القرآن أمین علی کل کتابٍ قبلہ "[17] "قرآن اپنے سے پہلی ہر کتاب کی بھی امین ہے۔" اسلامی ادب جس کا آغاز باقاعدہ قرآن سے ہے۔ اسلام میں سب سے پہلے مدون بھی یہی کتاب کی گئی جیسا کہ غانم قدوری اپنی تصنیف میں ذکر کرتے ہیں: "کان القرآن الکریم اول مدون عرفتہ الامّۃ"[18] "قرآن کریم وہ اولین مدون (کتاب) تھی جسے (اس) امت نے جانا۔"

کتاب یہی اولین ہے۔

قرآن تمام علومِ اسلامیہ اور معارفِ ربانیہ کی اصل ہے۔ فکر و تخیل کے قبول و ردّ کا معیار بھی اسی کتاب کو مانا گیا ہے۔ جو علم، فکر، معرفت اس کتاب کے موافق یا کم از کم کسی اعتبار سے مخالف نہ ہو، اسے قبول کر لیا جاتا ہے جب کہ غیر موافق و مخالف رائے، علم، ادب اور معارف مردود قرار پاتے ہیں۔

حدیث

اسلامی ادب کا دوسرا بڑا ماخذ حدیثِ رسول ﷺ ہے۔ کیونکہ رسولِ اقدس ﷺ کا جمیع کلام، اسی کلام اللہ کی تفسیر و تشریحِ عملی و علمی ہے۔ اسی لیے حدیثِ نبوی ﷺ کو بھی سرّی وحی کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کی وضاحت ابن بادیس کے لفظوں میں:

"أفادت أن جميع هذا الدين وحي من الله منزل علىٰ نبيه وهذا لأن مرجع الإسلام في أصوله و فروعه إلى القرآن وهو وحي من الله. و إلى السنّة النبوية وحي وهي أيضًا لقوله تعالىٰ وما ينطق عن الهوى ان هو الّا وحي يوحى. (النجم: ۲، ۳)"[19] "(اس آیت نے) اس بات کا فائدہ بھی دیا ہے کہ یہ سارے کا سارا دین اللہ کی وحی ہے جو اُس کے نبی مکرم ﷺ پر نازل کیا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام اپنے اصول و فروع میں قرآن کی طرف رجوع کرنے والا ہے اور یہ (قرآن) اللہ کی طرف سے وحی ہے۔ اور (اسلام کا رجوع) سنت نبویہ کی طرف بھی ہے اور یہ بھی وحی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی کی وجہ سے کہ "وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے، یہ بولنا وحی ہی ہے جو اُن کی جانب کی جاتی ہے۔"

رسول اقدس ﷺ کے فرامین میں قرآن اور حدیث کے جہاں معیار ہونے اور اہلِ اسلام کے حق پر رہنے کا بیان ہے وہاں ان دونوں کے اصولِ دین ہونے کا بھی اشارہ ہے: "تركت فيكم أمرين لن تضلّوا ما تمسّكتم بهما: كتاب الله و سنة نبيه"[20] "میں نے تم میں دو امر چھوڑے ہیں جب تک انھیں مضبوطی سے تھامے رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے (ان میں ایک) اللہ کی کتاب اور (دوسری) اس کے پاک نبی ﷺ کی سنت ہے۔" کتاب اللہ اور سنتِ نبوی ﷺ اصولِ دین بھی ہیں اور اسلامی ادب کا اولین سرچشمہ بھی۔ جس طرح ہدایتِ انسانی کا دار و مدار ان دو پر ہے اسی طرح اسلامی ادب کی حقیت کا دار و مدار بھی انھی پر ہے۔

ثانوی درجہ کے مصادر

ثانوی درجہ کے مصادر میں ادبِ اسلامی اور شریعتِ اسلامیہ کے وہ مصادر و مراجع ہیں جو قرآن اور حدیث تو نہیں تاہم ہیں انھی سے مستفاد۔ ان میں اجماع، قیاس، استحسان، استصلاح اور عرف شامل ہیں۔ ڈاکٹر محمود غازی اس پر رقمطراز ہیں:

> "اصل اور بالذات اگر کوئی ماخذ ہے تو وہ صرف اور صرف قرآن مجید اور سنت ہیں بقیہ چیزیں اگر ماٰخذ ہیں تو پہلے ماٰخذ کی سند کی بنیاد پر ان کا ماٰخذ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بالفاظِ دیگر صرف قرآن و سنت نے ان کو تسلیم نہ کیا ہوتا تو وہ ماخذ نہیں تھے... ان میں زیادہ نمایاں اجماع، قیاس، استحسان، مصالح مرسلہ، عرف اور استصحاب ہیں۔"[21]

علامہ زرکشی نے بھی "مختلف فیہ" ادلہ میں استصحابِ حال، قولِ صحابی، مصالحِ مرسلہ اور استحسان کو شامل کیا ہے۔[22] جب کہ عبدالوہاب خلاف (۱۳۷۵ھ) نے ادلہ شرعیہ کے تحت دس اُمور کا ذکر کیا ہے جو کہ "قرآن، حدیث، اجماع، قیاس، استحسان، مصلحت مرسلہ، عرف، استصحاب، سابقہ شریعت اور مذہبِ صحابی"[23] ہیں۔ موصوف نے انھیں جداگانہ فصول و مباحث میں تفصیلاً ذکر کیا ہے جس میں ان کا اولین و ثانوی مصادر کو ذکر کرنے سے ہمارے لیے یہ سمجھ لینا آسان ہے کہ اگرچہ ثانوی ماخذ میں قرآن و سنت کی طرح اعتماد نہ سہی تاہم انھیں دلائلِ شرعیہ اور مصادرِ اسلامیہ میں تو بہر حال کسی طور پر لیا گیا ہے۔

فقہائے احناف کے ہاں استحسان کو دلائل شرعیہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمود غازی (۲۰۱۰ء) ان الفاظ میں اس کا اظہار کرتے ہیں:

"استحسان کو سب سے پہلے فقہائے احناف نے دریافت کیا مزید بر آں اس کے مختلف جہات کا ذکر کرتے ہوئے انھیں مختلف اقسام میں تقسیم کیا ہے استحسان بالنص، استحسان بالاجماع، استحسان قیاسی، استحسان ضرورت، استحسان بصورتِ عموم بلویٰ، استحسان عرف وعادت، استحسان حاجت وصدا۔ درحقیقت یہ علمِ فقہ کے مختلف مندرجات میں استحسان کے استعمال کے اعتبار سے ہے کہ اس کا استعمال کسی ایک بابِ فقہ میں نہیں بلکہ مختلف زوایا میں استحسان سے کام لیا گیا ہے۔"[24]

عرف کے متعلق علامہ زرکشی فقہاء کی رائے کا اظہار کرتے ہوئے جس خاص تناظر میں عرف کو اختیار کیا جاتا ہے اس کے متعلق لکھتے ہیں:"قال الفقهاء: كل ماورد به الشرع مطلقاً ولا ضابط لهف يه ولا في اللغة يحكم فيه العرف."[25]"فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ جس کے متعلق شریعت کا حکم مطلقاً آیا ہو، کوئی خاص ضابطہ اس میں طے نہ کیا ہو اور نہ ہی لغت میں (کوئی مخصوص) ضابطہ مقرر ہو، تو اس میں عرف کا حکم لگایا جاتا ہے۔" اولین ماخذ شرعیہ واحکام شرعیہ پر اسلامی ادب کا انحصار ہے۔ تاہم ان اساسی ماخذ کے ساتھ ساتھ علمِ فقہ میں معاشرتی ضرورت اور وسعت کے پیش نظر دیگر مذکورہ بالا دلائل کو بھی اسلامی ادب میں جگہ ملی۔ بعض فقہاء کے ہاں انھیں فراخی کے ساتھ نقل کیا گیا جب کہ دیگر بعض نے "مختلف فیہ" کہہ کر یا انکار کرتے ہوئے بھی ان کی بابت اشارات بیان فرمائے ہیں۔

اسلامی ادب کی مختلف صورتیں

اسلامی ادب کے دائرۂ کار میں ایک جانب مختلف علوم ہیں مثلاً نظم اور نثر، انھیں ہم ادب کے مشمولات کے تحت ذکر کرچکے ہیں۔ جب کہ دوسری صورت اس نظم یا نثر میں، ذکر کردہ مختلف اصناف ہیں مثلاً نظم اپنے اندر غزل، مسدس، رباعی یا مخمس کی مختلف صورتیں رکھتی ہے۔ اس مبحث میں ہماری مراد کُلّی کے تحت داخل ہونے والی جزئیات کے مختلف گوشوں کا ذکر ہے۔

جیسا کہ "الادب و الفنون" میں مذکور ہے کہ:"وجدنا أن كلمة أدب يندرج تحتها كثير من صور التعبير كالقصيده و القصّة و المسرحية و المقالة ومأ اشبه." [26]"ہم نے یہ پایا کہ ادب کے لفظ کے تحت تعبیر کی مختلف صورتیں درج ہیں جیسا کہ قصیدہ، کہانی، ڈرامہ، مقالہ اور اس سے ملتی جلتی (دیگر علمی وادبی اُمور)۔"

نظم کے تحت مختلف قصائد، غزل، گیت، رباعیات و دیگر اجناسِ شعر جب کہ منثور کلام کے تحت مختلف تالیفات و تصانیف کے تحت آنے والی نثری تحریرات شامل ہیں۔ اسلامی ادب نے اقدارِ انسانیت کو کسی جگہ فراموش نہیں کیا گیا الا یہ کہ انسان خود اپنی انسانی اور اخلاقی حدود سے نکل کر بہیمانہ و سفاکانہ رویہ اختیار کرلے تو یہاں ضرور اس کا تدارک کیا گیا ہے۔ بہر حال تعظیم و اخلاق کے اسلامی ادب کا حصہ ہونے میں کس قدر اہمیت ہے۔ "فتاویٰ ہندیہ" کی یہ سطر ملاحظہ ہو:

"الأدب هو التخلّق بالأخلاق الجميلة و الخصال الحميدة في معاشرة الناس و معاملتهم."[27]"ادب اخلاقِ جمیلہ اور لوگوں کے ساتھ میل جول اور معاملات میں نہایت عمدہ خصلتوں کے ساتھ متصف ہونے کا نام ہے۔"

ادب اپنی بنیادی تعریف میں اخلاق و خصائل کی عمدگی اور حُسن کا پہلو رکھتا ہے انسان کا یہی کردار جب لفظی پیراہن پہن کر تالیف و تصنیف کا روپ دھار لیتا ہے تو کسی بھی صورت کم از کم اسلامی ادب میں یہ دائرۂ اخلاق سے باہر نہیں جاسکتا کہ اس ادب کی بنیاد اسلام ہے اور اسلام اخلاقی بے راہ روی کی اجازت نہیں دیتا خواہ وہ شفوی ہو یا تحریری۔ محمد رشید رضا نے ادب کے اصطلاحی اور لغوی معنیٰ کو باہم تطبیق دیتے ہوئے بیک وقت استعمال ہونے کی صورت یوں بیان کی ہے:"فمن لا يقدر على الكلام الفصيح في التنفير عن الرذائل و الترغيب في الفضائل و في سائر المواضيع المتعلّقة بمنافع الأمم

و مصالحها قولاً و كتابةً لا يكون أديباً." [28] "جو شخص گھٹیا باتوں سے نفرت دلانے اور فضائل کی ترغیب دلانے میں فصاحت بھرے کلام پر اُن تمام جگہوں میں جو لوگوں کے فوائد اور مصلحتوں کے ساتھ جُڑی ہیں، کہنے اور لکھنے کے حوالے سے قدرت نہیں رکھتا وہ ادیب نہیں ہو سکتا۔" چنانچہ ادبِ اصطلاحی میں ادبِ نفس کا خمیر موجود ہو تو یہ حقیقی معنیٰ میں اسلامی ادب تشکیل پاتا ہے جس میں قلب و باطن کا تصفیہ، کردار سازی کے ضابطے، اخلاقی گراوٹوں کی نشاندہی اور طاغوتی حملوں، شیطانی وسوسوں اور اوہامِ باطلہ کا انتفاء بھی ہے۔

اسلامی ادب کے اہداف

اسلامی ادب اپنے دائرۂ کار میں امتیازی طور پر اپنے اہداف پر نظر رکھتا ہے۔ انسان کی مختصر زندگی اپنے شعبہ جات کے تنوع میں جہاں جہاں رہنمائی چاہتی ہے، اسلامی ادب اپنی کسی نہ کسی شاخ سے اس کا حل فراہم کرتا ہے۔ ذیل میں ہم ان اہداف کی بابت چند سطور تحریر کریں گے۔

محمد خیر یوسف نے "الأدب الإسلامي و أهدافه" میں جن اہداف کا تذکرہ کیا ہے وہ جامعیت کے ساتھ گویا اس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتے معلوم ہوتے ہیں۔ اسے ملخصاً ذکر کیا جاتا ہے:

"الهدف الأول والأسمىٰ للأدب الإسلامي هو نشر الإسلام...

الهدف الثاني وهو التربية و البناء و الإعداد

الهدف الثالث: جمع الصّف و بناء جيل مؤمن و رعاية المواهب و إطلاقها..." [29]

"اسلامی ادب کا سب سے پہلا اور بلند ترین ہدف، اسلام کا پھیلانا ہے۔

دوسرا ہدف تربیت، تعمیر اور تیاری کرنا ہے (شخصیت کی)

تیسرا ہدف طبقات کو اکٹھا کرنا، ایماندار نسل کی تعمیر کرنا، صلاحیتوں کی رعایت کرنا اور انھیں لاگو کرنا ہے۔"

اسلامی ادب روزِ اول سے نشرِ اسلام، تربیتِ افراد، تہذیبِ اخلاق، تدریبِ انسانیت، تشکیلِ کردار، شخصیت سازی اور تعمیرِ معاشرہ کے لیے علمی و عملی اقدامات سے بھرپور ہے۔ اجتماعیت کا فروغ ہی نہیں بلکہ اس کے تحفظ کے پیمانے اور اسبابِ عروج عطا کیے ہیں۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ [30] اور هُدًى لِّلنَّاسِ [31] میں اہلِ تقویٰ کے مخصوص گروہ سے لے کر عام انسانی افراد کے دائرۂ کار تک ہدایت کی ترسیل بذاتِ خود ایک ہدف ہے۔ اسلامی ادب انسان میں خودداری، جرأت اور حمیت کے جذبات بھی پیدا کرتا ہے۔ غیرتِ انسانی ہو یا غیرتِ ایمانی، اسلامی ادب میں اس کے اثرات بہر صورت مرتب ہوتے ہیں۔ علامہ زُحیلی لکھتے ہیں:

"كان من أهمّ اهداف الإسلام التربوية إعداد الأمّة لتحمّل مسؤليّاتها الكبرىٰ في العزّة و السّياسة و إقرار الإسلام و دفع العدوان، و تتجلّي طرف الإعداد في المواقف الحماسة بالأمر بالنّفير العام عند الحاجة و المصلحة." [32] "اسلام کے اہم ترین اہداف میں سے یہ ہے کہ عزت، سیاست، اسلام کو پختہ کرنے، دشمنی ختم کرنے، ضرورت اور مصلحت کے وقت جارحیت کی جگہوں پر تیاری کے مختلف طریقوں کو ظاہر کرنا۔"

اسلام یا اسلامی ادب کی مقصدیت میں سے ایک شے، انسانی فکر کی جلا اور اسے بیداری کی راہ پر قائم رکھنا بھی ہے۔ اسلامی ادب میں قرآن و حدیث ہوں یا فقہ و تصوّف، معاشرے کے ہر ہر فرد کی ذہنی صلاحیتوں، ان کے مشاعر، جذبات اور تصورات کو

تشریعی راہوں پر قائم رکھتے ہوئے تربیت کرنا ہے۔ڈاکٹر پکتھال جو بعد ازاں اسلام لے آئے اسلامی ادب کے وُرود کی مقصدیت، مغربی لٹریچر کے ساتھ اس کا موازنہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

"دنیا تو آج تک یہ سمجھتی ہے کہ فنون و ادب کے کمالات ہی انسانی زندگی کا مقصد و منشا ہیں، مسلمان کی حیرت کی وجہ یہ نہیں کہ وہ ان ادبی، عملی اور فنی کمالات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔اسکی نظر میں تو یہ محض ضمنی فیوض ہیں جن کی حیثیت مقصد تک پہنچنے کے ذرائع یا زادِ سفر جیسی ہے۔اسلام کے تمام علمی و ادبی اور فنی ذخیروں کی نوعیت بھی ایسی ہی ہے۔ان میں بعض خوبصورت نظمیں، غزلیں اور فن تعمیر کے دلکش نمونے ضرورت اور تفریح دونوں پہلو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں۔ اسلام کے ان تمام کارناموں میں ایک رہنما ایک ہدایت اور ایک ہی منزلِ مقصود پنہاں ہے۔راہنما اور ہادی تو خود حضرت محمد ﷺ ہیں، رشد وہدایت کا سرچشمہ قرآن پاک اور منزلِ مقصود اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک ہے۔"[33]

قرآن، صاحبِ قرآن اور خدا کی ذات تک واصل کرنے کی تحریک اسلامی ادب کا ایک امتیازی ہدف اور بنیادی مطلوب و مقصود ہے۔اسی میں انسانیت کا وقار، دنیا وعقبیٰ کی کامیابی، فکری انتشار سے آزادی اور ہر قسم کے گروہی فسادات سے نجات ہے۔

اسلامی ادب کے نثری امتیازات

اسلامی ادب اپنے گوناگوں پہلوؤں کی وسعت، جامعیت، عالمگیریت، میانہ روی، وسطیت اور لفظی تحسینات کے باعث دُنیا بھر کے ادب سے امتیازی شان رکھتا ہے۔ سابقہ صفحات میں اسلامی ادب کے مندرجات اور اہداف کے ذکر میں جو گزرا، وہ اسلامی ادب کے امتیازات کے تحت بھی کسی طور پر داخل ہے۔اسلامی ادب کی یہ پاکیزہ مقالی ہے کہ یہ اخلاقِ عالیہ کی مبحثی راہوں پر براہِ راست آئے بغیر بھی حُسنِ سیرت اور عمدگی کردار کی تلقین کرتے ہوئے گزرتا ہے۔ نتیجتاً بدی کے اثرات بھی چھٹنے لگتے ہیں۔خالد حازمی اپنے تحقیقی مقالہ کے نتائج بحث میں لغتِ عرب کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں:"للغة العربية آثار تربوية عظيمة في اكتساب الفضائل الخلقية و هجر الرذائل السّلوكية و ذلك بما اشتمل عليه الأدب النثريّ و الشعريّ."[34]"عربی زبان کے اخلاقی فضائل کو اختیار کرنے اور اخلاقِ رذیلہ کو چھوڑنے میں بہت ہی زیادہ علمی نوادرات ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نثری اور شعری ادب اسی پر مشتمل ہے۔"

چونکہ حازمی کا محور لغتِ عرب ہے اس لیے انھوں نے خاص عربی زبان کی بات کی تاہم یہ اوصاف یقیناً اسلامی ادب پر مشتمل عربی زبان وادب میں ہی محصور ہیں ورنہ جاہلیت کے نثر وشعر جن غیر اخلاقی گوشوں پر کلام کرتے ہیں وہ حازمی کے اس اقتباس سے دُور کا میل بھی نہیں کھاتے، ماسوائے معدودے ادب کے۔

(ا) اسلامی ادب کا توسیعی امتیاز

اسلامی ادب قرآن وحدیث کی الٰہیاتی روشنی سے آج کے دورِ جدید تک اپنے دامن میں جو وسعت رکھتا ہے وہ ہمہ جہتی توسّع کسی سماوی اور غیر سماوی مذہبی ادب کو قطعاً حاصل نہیں۔ اسلامی ادب اپنے ان دو مقدس بنیادوں پر مرورِ وقت کے ساتھ جن اسالیب میں ڈھلتا گیا، حنا فاخوری اس کی بابت لکھتے ہیں:"أصبح النثر وسيلة التعبير في العلاقات القائمه بين الحكام و المحكومين و الرؤساء و المرءوسين، ولذلك تلوّن بجميع ألوان الحياة الجديدة فكان خطابةً و كان كتابةً و كان رسائل و عهودًا كما كان أخيرًا قصصا و مناظرات و توقيعات."[35]"نثری ادب باشاہوں اور رعایا، سرداروں اور غلاموں کے درمیان قائم ہونے والے تعلقات میں وسیلۂ تعبیر بن گیا۔اسی وجہ سے اس نے نئی زندگی کے

تمام رنگوں میں خود کو رنگ لیا۔ خطابت، کتابت، رسائل، عہد نامے میں ڈھل گیا اسی طرح آخر کار کہانیاں، مناظرے اور سوانح بھی (اس میں داخل ہو گئے)۔"

(۲) علم و عمل کی ہم آہنگی

اسلامی ادب، علم برائے علم، علم برائے معلومات اور علم برائے تحکیم کا قائل نہیں بلکہ اسے یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کے دامن میں جس قدر علمی وسعت ہے وہ ہر شعبۂ حیات سے تعلق رکھنے والے شخص سے اُس کی پوری زندگی میں اپنے نفاذ کا تقاضا کرتی ہے۔ ایک مغربی دانشور کو بھی اس کا اعتراف ہے:

"Islam is personal piety and worship of God in a framework of revealed universal ethical principles which are to be implemented in human life...

Islam in its pietism and Quranic ethical universalism is meant to do this."[36]

"اسلام وحی کے ذریعہ بیان کردہ عالمی اخلاقی ضابطوں کے آئینے میں عبادتِ خداوندی اور انفرادی پاکیزگی کا نام ہے، جو (اخلاقی ضابطے) انسانی زندگی میں نافذ کیے جائیں۔ اسلام اپنی تقویٰ گزاری اور قرآنی عالمی اخلاق میں یہ مطلب رکھتا ہے کہ (جو تعلیم بھی ہے) اس کو عملاً کیا جائے۔"

یہ اسلامی ادب کا حُسن اور اس کی جداگانہ خوبی ہے کہ جہاں یہ علوم کا تازہ جہاں دے کر چکا چوند معلومات کے بحر ذخار کے نایاب موتی عطا کرتا ہے وہاں زندگی کے مختلف شعبوں میں ان سے مستفیض ہونے کی بھی اسی قدر تلقین کرتا ہے۔

(۳) دعوتِ تفکر و تدبر

اسلامی ادب اپنے قارئین کو اپنے جہانِ وجود سے وجودِ عالَم تک کائناتِ ارض و سماء میں غور و خوض کرنے، عقل و شعور کے بل بوتے پر احکامِ الٰہیہ کے حقائق تک عقلی و ذہنی رسائی حاصل کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ یہ ذہنی بیداری کی دعوت اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ[37]، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ[38] کے لفظوں میں بارہا ارشاد کی گئی جو ذہنی خوابیدہ صلاحیتوں کو جگانے اور بیدار صلاحیتوں کو قابلِ عمل بنانے اور نتیجاً مرادِ خداوندی کو پانے کی طرف داعی ہیں۔ انور جندی لکھتے ہیں:

"أكبر الإسلام العقل إكبارًا و دعا إلى النّظر في الكون و جعل العقل أساسًا للتحكيم و التفكير في الطبيعة و لفت النظر إلى السماء و الارض و الجبال و خلق الإنسان و النّبات و دعا القرآن إلى إيقاظ العقل و رفع من شأن العلم و العلماء."[39] "اسلام نے عقل کو بڑا مقام دیا ہے اور کائنات میں غور و فکر کی دعوت دی ہے۔ اس نے عقل کو فطرت میں غور و خوض کرنے اور ثالثی کرنے کے لیے بنیاد قرار دیا ہے۔ زمین و آسمان، پہاڑ اور تخلیقِ انسانی و نباتات کی طرف غور کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ قرآن نے عقل کو بیدار کرنے کی دعوت دی ہے اور (اس) علم اور (اسے) جاننے والوں کی بڑی شان بیان کی ہے۔"

(۴) ظاہر و باطن کا مجموعہ

اسلامی ادب، بالخصوص بنیادی ماخذ قرآن و حدیث کا ایک تخصیصی پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں جس طرح ظاہر جسم کی نظافت سے معاشرے کے ظاہری چلن تک کے امور زیر بحث لائے گئے ہیں، اسی طرح قلب و باطن کی تسکین سے لے کر تزکیۂ نفوس کے داخلی اُمور تک کو بھی پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ "تفسیر ظلال القرآن" کے درج ذیل اقتباس سے اس دعویٰ کی دلیل پیشِ خدمت

ہے: "ويهدي للتي هي أقوم في التنسيق بين ظاهر الإنسان وباطنه وبين مشاعره وسلوكه وبين عقيدته وعمله."[40] "یہ رہنمائی کرتا ہے اُس راہ کی طرف جو انسان کے ظاہر و باطن، اس کے جذبات و رویے اور اس کے عقیدہ و عمل کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے میں نہایت مضبوط ہے۔"

(۵) تناقض اور پیچیدگی سے خالی

اسلامی تعلیمات کا مقصد ہدایتِ انسانی اور اصلاحِ نفس ہے اور یہ تبھی ممکن ہے جب کلام تحت الشعور ہو، ذہن رسا تک بآسانی رسائی رکھنے والا ہو۔ چنانچہ اسی مقصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے بالخصوص قرآن و حدیث سے اس کی ذیلی تعلیمات تک پیچیدگی اور الہامات سے نثری کلام کو زیادہ سے زیادہ آزاد رکھنے کی کوشش رہی۔ سید قطب لکھتے ہیں: "انّ هذا القرآن يستقيم على نهج واضح ويدعوا إلى غاية محددة ويسير في طريق مستقيم إلى هذه الغاية."[41] "یہ قرآن بالکل واضح اُسلوب پر سیدھا رکھتا ہے اور خاص مقصد کی طرف بُلاتا ہے اور اس مقصد کی جانب بالکل سیدھی راہ پر چلتا ہے۔"

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے کلام کے متعلق بھی ان صفاتِ خاصہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"و الرسول صلى الله عليه وسلم لا يقول اليوم قولاً ينقضه غدًا."[42] "رسولِ خدا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آج کے دن ایسی کوئی بات ارشاد نہیں فرماتے کہ کل جس کے خلاف اور بالکل اُلٹ فرمائیں"

اس طرح تخلیق ہونے والے ادب میں سادگی، وضاحت، حقانیت، یک رنگی، سادہ پن، سیدھا پن، حقّیت اور حقیقت کا رنگ ایسا نمایاں ہے کہ اس کے ماسوا علم و ادب میں اگر یہ کچھ ہو تو معنیٰ مفہوم اور منطوق کی صلابت سے خالی ہوتے ہیں۔ اگر معنوی پختگی پائی جائے تو معدودے افراد ہی استفادہ کرپاتے ہیں۔ تعقیدِ لفظی و معنوی سے خالی اسلامی ادب اپنے نتائج میں بھی زیادہ مؤثر رہا ہے۔

اسلامی ادب کے شعری امتیازات

سِلکِ اسلام میں پروئے ہوئے نثری ادب کی طرح شعری حصہ بھی اس کی طہارتوں کا امین نظر آتا ہے۔ مناقب و قصائد سے مناجات اور نعت کی بلندی تک، منظوم اسلامی ادب کہیں کم اور کہیں زیادہ تعظیم و توقیر اور نیاز مندی کے وفورِ جذبات سے لبریز نظر آتا ہے۔ لفظوں کی نزہت اور معنوی حدبندی، شعبۂ تغزل کو بھی غیر اسلامی ادب سے ممتاز کرتے ہیں۔

(۱) قبل از اسلام شعری ادب

اسلامی تعلیمات کی ردائے طہارت اوڑھنے سے قبل بالخصوص منظوم کلام اُدباء کی اخلاقی گراوٹ کے سبب جس قدر متلوّث تھا۔ امام فخر الدین رازی نے اسے یوں ذکر فرمایا ہے:

"قد يمدحون الشيء بعد أن ذمّوه و بالعكس، و قد يعظّمونه بعد أن استحقروه و بالعكس و ذلك يدل على انّهم لا يطلبون بشعرهم الحقّ ولا الصِّدق..."[43] "کبھی وہ (شعراء) چیز کی مذمت کرنے کے بعد اُس کی مدح کرتے ہیں اور کبھی اس کے برعکس، کبھی اسے حقیر سمجھنے کے بعد اُس کی تعظیم کرنے لگتے ہیں اور کبھی اس کے برعکس۔ یہ اس بات پر دلالت ہے کہ وہ اپنے شعر سے حق اور سچائی کے خواہاں تھے ہی نہیں......"

علامہ بیضاوی بھی ان کی ادبی سرگرمیوں میں ان کی اخلاقی بے مروتی کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اكثر مقدّماتهم خيالات لاحقيقة لها وأغلب كلماتهم في النّسيب بالحرم والغزل والإبتهار و تمزيق الأعراض و القدح في الأنساب و الوعد الكاذب و الإفتخار الباطل و مدح من لا يستحقّه و الإطراء فيه."[44] "ان کے اکثر شعری

مقدمات غیر حقیقی خیالات ہیں، اکثر کلمات عورت اور غزل کے ساتھ منسوب ہیں.. عزتوں کو تار تار کرنا، نسبوں میں عیب نکالنا، جھوٹے وعدے، ناحق فخر، جو تعریف کا مستحق نہیں اس کی تعریف کرنا اور اس پر اترانا۔"

قول و فعل کا یہ تضاد، بد عملی کی یہ راہیں، قابلِ نفرت شے کی ستائش اور قابلِ تعریف شے کی مذمت، حق و باطل کی آمیزش، احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی جرأت و امتیاز سے عاری ہونا اور اپنے کلام میں اخلاقی بے راہ روی اختیار کرنا، اسلام اور تعلیماتِ اسلام کے منافی ہے۔ اسلامی ادب ایسے آمیزوں سے قطعاً بے زار اور ایسے ادب کی مذمت کرنے والا ہے۔

(۲) ثنائے رسول ﷺ میں اسلامی شعر و ادب

تاریخ اسلام میں جب سے شعر گوئی، اسلامی تعلیمات کے پانی سے باوضو ہوئی، مدحِ سرورِ کونین ﷺ میں دو اعتبار سے بالخصوص نذرانۂ عقیدت پیش کیا جانا شعرائے اسلام کے لیے سعادتوں کا مینارہ رہا ہے: ایک آپ ﷺ کی شان و عظمت کا بیان اور دوسرا آپ ﷺ کے دشمنوں کو منہ توڑ جواب۔ چنانچہ جب سورۃ شعراء کی آیت وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۲۲۴[45] نازل ہوئی تو واقعہ کچھ یوں پیش آیا: "لما نزل ذمّ الشعرآء جآء كعب بن مالك و عبدالله بن رواحة و حسان بن ثابت فقالوا: يارسول الله! أنزل الله هذا وهو يعلم أنا شعراء فنزلت هذه الآية (اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا... الشعراء: ٢٢٧) و قال المفسرون و هذا الإستثناء لشعراء المسلمين الذين مدحوا رسول الله صلى الله عليه وسلم و ذموا من هجاه و ذكروا الله كثيراً."[46] "جب شعراء کی مذمت (والی آیت) اُتری تو حضرت کعب بن مالک، حضرت عبد اللہ بن رواحہ اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم (آپ ﷺ کی خدمت میں) حاضر ہوئے اور بولے: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ نے یہ آیت اُتاری حالانکہ وہ جانتا ہے کہ ہم شاعر ہیں تو پھر اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا... والی آیت نازل ہوئی۔ مفسرین فرماتے ہیں یہ اُن مسلمان شعراء کی استثناء ہے جنھوں نے رسولِ اقدس ﷺ کی مدح کی اور آپ ﷺ کی ہجو کرنے والوں کی مذمت کی اور خوب خوب ذکرِ الٰہی میں شعر کہے۔"

علامہ بیضاوی نے بھی اس بات کو نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شاعری میں واضح فرق اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ہے۔ آپ لکھتے ہیں: "يكون أكثر اشعارهم في التوحيد و الثناء على الله تعالىٰ و الحث على طاعته."[47] "ان کے اشعار کی اکثریت اللہ کی تعریف و ستائش اور اس کی وحدانیت کے بیان میں اور اللہ کی اطاعت پر برانگیختہ کرنے میں ہوتی تھی۔"

عبد اللہ بن زبعری اسلام لائے تو آنحضور ﷺ کی مدح میں اپنی نیاز مندی اور عقیدت یوں پیش کی:

یارسول الملیک انّ لسانی　　　　راتق ما فتقتُ اِذا أنا بورُ[48]

سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ کی جناب میں محبت:

شَھدتُّ باِذن اللہ اَنّ محمّدًا　　　　رسول اللہ فوق السموات من عل[49]

"اللہ کے حکم سے میں نے گواہی دی کہ جناب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اُس ذات کے فرستادہ ہیں جو آسمانوں سے بھی کہیں بلند و بالا ہے۔"

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مشرکین کے ہجو کے جواب میں خود آنحضور ﷺ نے حکم فرمایا:

((اھج المشرکین فاِنّ جبریل معک.))[50] "تم مشرکین کی ہجو کرو۔ جبریل علیہ السلام تمھارے ساتھ ہیں۔"

فنحکم بالقوافي من ھجانا　　　　ونضرب حین تختلط الدّماء[51]

"جس نے ہماری ہجو کی ہم قافیوں کے ساتھ (اس کا) فیصلہ دیتے ہیں اور جب خون ملتے ہیں تو پھر مارتے ہیں۔"

(۳) مذہب و اہلِ مذہب کا دفاع

اسلامی ادب میں مذمتی، تحقیری یا اہانتی نثر نگاری و شعر گوئی اہلِ اسلام کا کبھی کسی وقت میں طریق نہیں رہا۔ بالخصوص ہجو کی جانب اقدام اسلام کا مزاج نہیں تاہم ہفوات پر خاموشی بھی اسلام کا مزاج نہیں رہا۔ بالخصوص ان صورتوں میں جن کا ذکر عبدالکریم خطیب نے اپنی تفسیر میں کیا ہے جہاں انھوں نے سوال اُٹھایا کہ آیا کفار کے کہے ہوئے اشعار پر خاموشی اختیار کرلی جاتی اور انھیں ہجویہ اشعار یونہی کہنے دیے جاتے پھر جب وہ اشعار راتوں کی کہانیاں، چرواہے اور بچوں کے گیت، محافل کی باتیں بن کر سب چھوٹے بڑوں کے منہ پر آجاتیں تو کیا اس پر خاموشی ہی برتی جاتی؟ "ومن أجل هذا فقد أذن الله سبحانه للشعراء المسلمين أن يدفعوا عن أنفسهم هذا الشرّ بالشرّ و أن يّضربوا الشعرا بالشعر انتصارًا من ظلم و ردعا للظالمين." [52] "اسی وجہ سے اللہ نے مسلمان شعراء کو اجازت عطا فرمادی کہ وہ اپنے آپ سے اس بُرائی کو بُرائی کے بدلے دور کریں اور شعر کے بدلے شعر بیان کریں، ظالموں پر غلبہ اور ظالموں کی روک تھام کے لیے۔" گویا یہ اُسلوبِ شدت دفاعی ہے جس کا مقصد یقیناً سطوتِ اسلام کا اظہار اور ضعف وہر اس کو اُتار پھینکنا ہے۔

(۴) اخلاقی رذالتوں کا خاتمہ

اسلامی ادب کو کلیتاً رذائل و شنائع کی قباحتوں سے پاک رکھنے کی تعلیم، تلقین اور ترغیب جس طرح نثری ادب کے لیے ہے، بعین ہی شعری ادب کے لیے بھی لازم ہے۔ آغازِ اسلام سے آج تک اکثریت نے اپنے شعری مجموعات کو اخلاقی پستیوں سے بچائے رکھنے میں ہی عافیتِ دارین جانی ہے۔ "يكون للكلمة الصّادقة فيه، و زنها و قدرها في تربية النفوس و تقويم الأخلاق، إذ كان للثوب الّذي تلبسه الكلمة في القالب الشعري، تاثير عظيم في كشف مضمونها و تجسيد محتواها." [53] "اس (فن) میں سچی بات ہی کا تربیتِ نفوس اور اخلاقیات قائم کرنے میں قدر و قیمت اور وزن ہے کیونکہ لفظ شعری ڈھانچے میں جس پیراہن کو پہنے ہوتا ہے اس کی اس (لفظ) کے مضمون کو ظاہر کرنے اور اس کے مشتملات کو رنگ دینے میں بہت بڑی تاثیر ہے"

(۵) خلافِ دین کلام کا انتفاء

اسلامی ادب میں جہاں اعتقاد و اخلاق کے فروغ پر مشتمل ابیات کی کثرت ہے وہاں بعض شعراء کے کلام سے دینی بے زاری یا غیر اخلاقی کلام کا صدور بھی بہر حال ہوا ہے۔ مگر ایسا نہیں کہ ان کے مسلمان ہونے کے سبب سے من و عن اس کلام کو قبول کر لیا گیا ہو، بلکہ اعتقادی فساد یا اخلاقی بگاڑ پر مشتمل اشعار کو تنقید کی نظر سے دیکھتے ہوئے ہمیشہ اس کا رد کیا گیا ہے۔ ابو منصور ثعالبی (۴۲۹ھ) نے ابوالطیب متنبی (۳۵۴ھ) کے کلام میں محاسن و معائب کے ذکر پر ایک کتاب مرتب کی ہے۔ اس میں ضعف عقیدہ کی مبحث میں تمہیداً یہ بات ذکر کی ہے کہ:

" ولكن للإسلام حقّه من الإجلال الّذي لا يسوع الإخلال به قولًا و فعلاً و نظماً و نثراً، ومن استهان بأمره ولم يضع ذكره و ذكرها يتعلق به في موضع استحقاقه فقد بآء بغضب من الله تعالى." [54] "اسلام کا ایسا حقِ اجلال ہے کہ جس میں نثر، نظم، قول، فعل کسی صورت میں بھی خلل ڈالنا جائز نہیں اور جس نے اس کے کسی امر کی توہین کی اور اس توہین کو واضح طور پر ذکر نہ بھی کیا بلکہ صرف اُن متعلقات کا ذکر کیا جو اس توہین کے حق میں تھے، تو وہ اللہ کی ناراضگی کا حق دار ہو گیا۔"

منظوم کلام میں اسلام کے تابع کلام ہی اسلامی ادب کا حصہ ہو سکتا ہے جس میں اگرچہ اسلامی تعلیمات کا پرچار نہ ہو لیکن اسلام کی مبادیات، اسلامی شعائر اور ضروریاتِ دین کا انکار نہ ہو۔ آداب و اخلاق اور حُسنِ اعتقاد کے پہرے جس طرح نثری ادب پر ہیں، اسی طرح شعری ادب میں بھی ملحوظ ہیں۔

ادب کی تاثیر

اسلامی ادب اپنے متعدد گوشوں میں متاثر کن اثرات کا حامل ہے۔ ذہنِ انسانی، شعوری و لاشعوری طور پر اس کی انفرادیت، انوکھے پن، سادگی، ترتیبِ حُسن، کھری بات، سچائی، اعتدالی رویہ یا لفظی و معنوی بلاغت سے متاثر ہو کر اس کے گردابِ رحمت اور دائرۂ معارف کا اسیر ہوتا چلا گیا۔ جاپانی ڈاکٹر اماتو نے پانی پر ایک تحقیق کی جس کے نتائج مرتب کرتے ہوئے اس نے لکھا:
"پانی یادداشت رکھتا ہے اور اس کے اثرات انسان پودوں درختوں سب پر ہوتے ہیں۔ یہ انسانی شعور پر گہرا اثر ڈالتا ہے کیونکہ انسانی جسم میں ستر فیصد پانی ہوتا ہے چنانچہ جو الفاظ ہم سنتے ہیں وہ ہمارے دل و دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں کیونکہ ہمارے جسم میں موجود پانی ان الفاظ کے اثر کے مطابق ردِ عمل دیتا ہے۔"[55]

اسی طرح محبت یا نفرت آمیز کلمات خواہ وہ کیسے ہی عمومی نوعیت اور سطحی قسم کے کیوں نہ ہوں، جب اپنا اثر رکھتے ہیں، مخاطب کو قریب کرنے، عار دلانے یا طیش میں لانے کا باعث بن سکتے ہیں تو براہِ راست اللہ رسول ﷺ کا کلام یا ان سے تعلق رکھنے والا ادب اپنا خاص اثر کیوں نہیں رکھتا ہوگا؟ ذیل میں اس کی اثر پذیری کے چند پہلو ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱) قلبی تاثیر

قرآن و حدیث، علمِ کلام اور مباحثِ تصوّف کی رقیت، دلوں پر اپنا گہرا اثر چھوڑتی ہے۔ قلبی طمانیت اور تسکینِ جاں کا سامان مہیا کرنے میں اپنی مثال آپ ہے۔ سید قطب لکھتے ہیں: "هو الأدب الإسلامي المحض الّذي يأخذ الإسلام به الألسنة و القلوب."[56] "یہ وہ خاص خالص اسلامی ادب ہے جس کے ذریعے اسلام دلوں اور زبانوں کو گرفت میں لے لیتا ہے۔"
علامہ جاحظ اس کی تاثیر کے متعلق وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "أثره في العقول و مؤثرة على القلوب و مفهمة في النفوس."[57] "اس کی تاثیر عقلوں میں (پیوست) ہے۔ دلوں میں مؤثر اور ذہنوں میں سمجھ پیدا کرنے والی ہے۔"
یہ تاثیر کہ دل گرفت میں آجائیں، ذہن، عقل، جذبات اور وجدان اس سے متاثر ہونے لگیں، مجموعی طور پر تعلیماتِ اسلامیہ ہی کا خاصہ کہنا بے جانہ ہوگا۔ جملے، تراکیب ہی کیا لفظ لفظ سے لے کر سطروں اور پیرایوں تک قرآن و حدیث اور دیگر تعلیماتِ اسلامیہ اپنے مفہوم و منطوق سے افہام و تفہیم تک نہ صرف ذہنِ تشنہ کو سیراب کریں بلکہ دلوں اور روحوں تک اپنا اثر چھوڑیں یقیناً اسلامی ادب کا ایک امتیازی وصف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس ادب کے عملی حُسن نے جہاں نچلے طبقہ کو بے حد متاثر کیا، اسی طرح اس کی علمی وجاہت نے بڑے بڑے اہلِ علم کی سطوتوں کے کنگرے گرا کر انھیں قدومِ اسلام کی برکات عطا کیں۔

(۲) لفظی تاثیر

کتاب اللہ کی لفظی تاثیر کا یہ اعجاز سمجھیے کہ اس کتاب سے براہِ راست جڑا علم یہاں تک کہ کلمات، مشتقات اور ان کی اشتقاقی کیفیات بھی اثر پذیری میں اپنی غلامانہ حیثیت پیش کرتی نظر آتی ہیں۔ اثر پذیری کا یہ عالم درج ذیل سطور سے ملاحظہ ہو: "قد استمرت مدارس التابعين في النّشاط العلمي في عهد الدّولة الأموية و كثير من العلماء الّذين تخرّجوا من تلك المدارس أعانوا عمر بن عبدالعزيز على مشروعه الاصلاحي التجديدي الراشدي المنضبط بمنهاج النبوة."[58] "عہد بنو امیہ کی علمی سرگرمیوں میں تابعین کے ادارے بڑھتے رہے۔ علماء کی ایک بہت بڑی تعداد ان

مدارس سے علمی تکمیل کر کے نکلی جنھوں نے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی ان کے اصلاحی، تجدیدی، مبنی بر ہدایت اور اُسلوبِ نبوت کے ساتھ جڑے ہوئے جاری اُمور میں مدد کی۔"

مدارس کا یہ ارتقائی دور سال ہا سال نہیں بلکہ صدیوں بامِ عروج پہ رہا یہاں تک کہ اس زبان و ادب کی طرف میلان دنیا بھر کے مسلم و غیر مسلم علم دوست افراد کا شوق یا مجبوری بن گئے۔

جواہر الادب میں قرآن کی فضیلت کے باب میں اسے تمام ذیلی علوم نافعہ کا سببِ عظیم بتاتے ہوئے احمد مصری (۱۳۶۲) لکھتے ہیں: "قد أحدث فيها علوماً جمة و فنونا شتّی فلولاه لم تخطر علی قلب ولم يخطّها قلم. منها: اللّغة و النحو و الصّرف و الاِشتقاق و المعاني و البديع والبيان و الأدب و الرسم و القراءات و التفسير و الأصول و التوحيد والفقه."[59] "اس (قرآن) نے عربی زبان میں ڈھیروں علوم اور مختلف فنون پیدا کیے ہیں کہ اگر یہ (قرآن) نہ ہوتا تو یہ (علوم وفنون) کسی کے دل میں بھی نہ کھٹکے ہوتے اور نہ کسی قلم نے انھیں لکھا ہی ہوتا۔ ان میں سے (بعض) لغت، نحو، صرف، علم اشتقاق، معانی، بدیع، بیان، ادب، لکھائی، تجوید و قرأت، تفسیر، اصول، علمِ کلام اور فقہ ہیں۔" ان تمام علوم کو وجود بخشنے کے ساتھ ساتھ قرآن کے ذریعے ان تمام عربی علوم و فنون پر ایک اثر یہ بھی مرتب ہوا کہ جب قرآن کو قریشی لہجہ پر جمع کر دیا گیا تو اس سے ترتیب اور نظم پانے والے ذیلی و معاون علوم اور قرآن سے تعلق رکھنے والے ادباء و کاتبین اور شعرائے اسلام بھی اسی قانون کے تابع ہو گئے۔

(۳) شعری ادب پر اثرات

اسلامی ادب کے لفظ و معنیٰ کی تاثیر جوہر شناس کے دل میں گھر کر گئی۔ شعراء جو ادبی دقائق اور تخیلاتی پرواز میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں مگر تکدر سے خالی نہیں ہوتے، ان کے خیالات کی گدلاہٹ، تسکینِ جاں سے خالی طبیعتوں پر پڑے جہالت کے پردے اور حیاتِ مستعار کی مقصدیت سے لاتعلقی کو اسلام نے دھو کر ان کے مَشاعِر سے لے کر مشاعرے تک کے دائرے کو نورٌ علی نور کر دیا۔

معروف شاعر نابغۃ جعدی جب اسلام لے آئے تو اسلام و بانیٔ اسلام کے لیے اپنی محبت کا اظہار یوں بیان کیا:

أتيت رسول الله إذ جاء بالهدیٰ ويتلو كتاباً كالمجرّة نيّراً[60]

"میں رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب وہ (پیغام) ہدایت لائے۔ وہ سُچے موتی کی طرح تابدار کتاب کی تلاوت فرما رہے تھے۔"

عبد المنعم خفاجی شعرا کے کلام میں قرآنی الفاظ، تراکیب اور اس کے بیان کردہ مناہج کے استعمال کے حوالے سے ان کے شعری ادب پر جو نمایاں اثرات نظر آتے ہیں، ان کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: "قد كثرت محكاة الشعراء و الكتاب و الخطباء لعبارات القرآن في ألفاظه و أساليبه واقتباسهم من آياتهم فيما يقولون و استشهادهم بها في وعظهم و محاورتهم و جدلهم"[61] "شاعر، کاتب اور خطیب لوگوں کا قرآنی عبارات کو اس کے اپنے لفظوں اور اُسلوب میں بیان کرنا، اپنے اقوال میں قرآنی آیات کے اقتباسات کو لانا، اپنے وعظ و نصیحت، محاورات اور جدل (پر مشتمل اشعار) ان (عبارات) کے ساتھ استشہاد کرنا بہت زیادہ پایا گیا ہے۔"

مرورِ زمانہ کے ساتھ شعری ادب بھی پوری طرح اسلامی تعلیمات کا آئینہ دار ہوتا گیا۔ نثری ادب کی لطافتوں سے اس کی سطوت و رعب تک اور جمال سے جلال تک کے پہلو شعری ادب میں بھی پوری طرح عیاں ہوتے چلے گئے۔ دیوانِ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

اور دیوان کعب ابن زہیر رضی اللہ عنہ سے شروع ہونے والا یہ تسلسل اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ رنگِ اسلام کے آہنگ میں جاری ہے۔

خلاصۂ بحث

اسلامی ادب جسے بلاواسطہ اسلام کا علمی و تربیتی نصاب ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ انسان کی فکری و ذہنی اصلاح اور تشکیلِ کردار میں نہایت اہم ہے، زندگی کے اصل مقصد کی طرف داعی ہے یہ نہ صرف منبع رُشد و ہدایت ہے بلکہ اسی سے دین کو غالب لانے کا علمی، فکری، نظریاتی اور اعتقادی پہلو نمایاں و روشن ہے۔ سرّی و خفی وحی الٰہی اس کا سرچشمہ ہیں جہاں دیگر ذیلی ماخذ کے ساتھ مل کر اس نے انسانی زندگی کے تمام شعبہ جات مذہب، سماج، معاش، سیاست، اخلاق، علم، تربیت، اعمال، عقاید، ظاہری باطنی اُمور، فکر و تامل، نثر، شعر حتیٰ کہ دانشوروں کے دلوں میں کھٹکنے والے اشعار کو بھی اپنے دائرۂ بیان میں شامل رکھا ہے۔ اخلاقیات اور حیاداری کے دائرے میں خود کو محصور رکھتے ہوئے قصائد، غزل، رباعیات کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کی ہر مروج شکل میں اسلامی ادب کی اصناف و اجزاء علم و ادب کا احاطہ کرتے ہیں۔ ان تمام صورتوں میں اس نے اصلاحِ عقائد و احوال، درستگیٔ اخلاق، تصفیۂ باطن، تطہیرِ سیرت، تربیتِ افراد، تعمیرِ شخصیت، تدریبِ انسانیت اور نشرِ اسلام کے اہداف کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے دائرۂ کار کو وسعت و حُسن بخشا ہے۔

اسلامی ادب اپنے مندرجات، اہداف اور مقاصد میں بہت سے امتیازی پہلو رکھتا ہے جو بلاشبہ کسی اور سماوی و غیر سماوی مذہب میں معدوم ہے۔ چنانچہ اس میں علم و عمل کی ہم آہنگی، اخلاق و کردار کا لزوم، ترکِ رذائل، لفظی و معنوی محسنات، جامعیت و عالمگیریت، میانہ روی اور اعتدالی مزاج، تشکیلِ کردار کی قدم قدم پر دعوت ہے۔ اس کا ظاہر اس کے باطن سے الگ نہیں۔ اس کی تعلیمات میں تناقض نہیں پائی جاتی، نیز پیچیدگی اور ابہام کی اُلٹ پھیر نہیں ہے۔ جہاں اسلام کا نثری ادب ان مذکورہ بالا امتیازات کے ساتھ ممتاز و مشرف ہے وہاں اس کے شعری ادب میں بھی ان لوازمات کو بہر صورت ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ بایں ہمہ مذہبی دفاع اور معاندین کی ہجو کے ساتھ ساتھ خلافِ دین اقدامات کا انتفاء پایا جاتا ہے۔ اسلامی ادب اپنے اِسی حُسن، امتیاز، وضاحت و سادگی اور اہداف و مقاصد کی انفرادیت کی وجہ سے ایسی اثر انگیزی کا حامل ہے کہ دل و دماغ اس کے پُر اثر الفاظ اور مؤثر معنی کی جانب کھنچتے چلے جاتے ہیں۔ یہ اثر انگیزی قرآن و حدیث کی معجز بیانی و شگفتہ مقالی سے لے کر نظمِ کلام کے شعری مجموعہ تک ہر رنگ میں اپنے سامع و قاری کے لیے متاثر کُن ہے۔

References

[1] Al Qur'ān 61:9

[2] Ishfaq Ahmad, *Insan ka maqām or maqsad-e-hayāt* (Lahore, Mithal Publishers, 2005), p. 128.

[3] Shaibt-ul-Hamd Abdul-Qādir, *Al-adyān wal-firaq wal-maḍāhib al-mua`sarah, aqwām-e-ālam k adyān –o-maḍāhib,* trans. Abū Abdullah Muhammad Shuaib, Gujrānwālah, Muslim Publications,2007, P:91

[4] Hall Uthan ،*Life's Greatest Lesson,* Hall Uthan , Zindagy k 20 sabaq, Translater:Muhammad ahsan batt, Lahore Dār-us-shaūr,2010, P:197

[5] Al Qur'ān, 51:56

[6] Al Qur'ān, 2:151

[7] Al Qur'ān, 5:32

[8] Al-bukhary, Muhammad bin ismail, al-Jame al-ṣaḥiḥ, (Al-Riyadh: Dar-us-Salam, 1428A.H), Raqm-ul-Hadith: 34.
[9] al-Jame al-Ṣaḥiḥ, Raqm-ul-Hadith: 3483.
[10] Urdu Dairah Mu'arif-e-Islamiya, (Lahore: University of Punjab, n/a), Vol. 2, P. 691.
[11] Ālšnqyṭy, Muḥammad Āmyn, Šrḥ zād ālmstqna, (drws ṣwtyh www.islamweb.net), part 280, p. 5.
[12] Nadvi, Mohsin Uthmani, Prof., *Adb-e-Islami*, Included in daily "Siyasat", 16 Dec, 2016.
[13] Mujjalah Ālbyān, Tṣdr ān ālmntdy ālislāmy, Mujjalah āslāmyhā šhryah jāmiāh, 1406A.H, p. 49.
[14] Urdu Dairah Mu'arif-e-Islamiya, vol. 2, p. 672.
[15] Ālzyāt Āḥmd Ḥassan, Tārykẖ ālādab ālarby, (Beirut: Dārālmarfah, 1993), p. 7.
[16] Dairah Mu'arif-e-Islamiya, vol. 2, p. 691.
[17] Āljāma ālmsnad ālṣḥyḥ, vol. 6, p. 181.
[18] Āltksryty, Ġānm bin Qadwry Ābw Abdullah, Mḥāḍrāt fy ālwm ālqurān, (Oman: Dar-e-Ammar, Ed. 1, 2003), p. 8.
[19] Ibn Bādys, Ābdul Ḥamyd Muḥammad, Tafsyr Ibn bādys, (Beirut: Dar-ul-Kutb al-ilmiyah, 1995), p. 294.
[20] Ālaṣbḥy, Mālik bin Ānas, Imām, Ālmuṭā, (Emirates: Mussah zāhid bin sulṭān āl nhyān, ed. 1, 2004), vol. 5, p. 1312.
[21] Ghazi, Mehmood Ahmed, Dr., Muhadrat-e-Fiqah, (Lahore: Alfaisal Nashran-o-Tajran-e-Kutab, 2005), p. 91.
[22] Ālzrkšy, Muḥammad bin Abdullāh badr āldyn, Ālbḥr ālmḥyṭ fy āṣwl ālfqh, (Beirut: Dar-ul-Kutb, ed. 1, 1994), vol. 8, p. 13.
[23] Kẖlāf, Abdulwhāb, Ilm āṣwl ālfiqah wa Kẖlāṣah tārykẖ āltšry, (Egypt: Matbah al-madni, n/a), vol. 1, p. 24.
[24] Muhadrat-e-Fiqah, p. 104 to 106 (Mulkẖṣān)
[25] Ālzrkšy, Muḥammad bin Abdullah bdr Āldyn, Ālmnšwr fy Ālqwāʿd Ālfqyah, (Al-Kuwait: Wizarah al-Auqaf, ed. 2, 1985), vol. 2, p. 391.
[26] Izz Āldyn Āsmāʿyl, Āladb w Ālfnwn, (Beirut: Dar-ul-Fikar, n/a), p. 69.
[27] Ālblkẖy, Nẓām āldyn, Bljnah āl-ulmā, Ālftāwa ālhindiyah, (Beirut: Dar-ul-Fikar, 1310A.H), vol. 3, p. 306.
[28] Muḥammad Rašyd bin Aly Raḍā, Maǧmuwah min ālmulfyn, Mujjalah ālmnār, vol. 1, p. 133.
[29] http://wuthqa.net/c/information/739
[30] Al Qur'ān, 4:4
[31] Al Qur'ān, 4:4
[32] Ālzuḥyly, Wahbah bin Muṣṭafa, Āltfsyr Ālwsyṭ, (Morocco: Dar-ul-Fikar, ed. 1, 1422A.H), vol. 1, p. 864.
[33] Pikthāl,Mārmaduke, Muḥammad, Islāmi ṯhqāft āwr dwr-e-Jadid, (Translator: Turakina Qazi), (Lahore: Irfan Afzal Printers, 2003), p. 26.
[34] Ālḥāzmy, Kẖālid bin Ḥāmid, Ālṯār Āltrbwya lidrāsah Ālluġat Ālarby', (Madinah Munawwarah: Aljamey al-Islamiya, ed. 121, 1424A.H), p. 513.
[35] Āljāmey fy tārykẖ Āladb Ārabi, p. 322.
[36] David Marquand, Ronald L. *Nettier, Religion and Democracy*, (Uk: Blackwell Publishers, Oxford, 2000), pp. 53-55.
[37] Al Qur'ān, 4:4
[38] Al Qur'ān, 4:4

[39] Ānwar Ālğndy, Āl-Islām w ḥarka Altārykẖ, (Beirut: Dar-ul-Kutb, Lubnani, ed. 1, 1980), vol. 5, p. 166.
[40] Ālšāḏly, Quṭb Ibrāhym Syed, Fy ẓilāl ālqurān, (Beirut: Dar-ul-Sharooq, ed. 17, 1412A.H), vol. 4, p. 2215.
[41] Fy ẓilāl ālqurān, vol. 5, p. 2621.
[42] Ibid, vol. 5, p. 2621.
[43] Ālrāzy, Muḥammad bin Umer Fakẖur Āldyn, Mfātyḥ Ālġyb, (Beirut: Dar Ihya al-turath al-Arabi, ed. 3, 1420A.H), vol. 23, p. 538.
[44] Ālbyḍāwy, Abdullah bin Umer Nāṣir Āldyn, Anwār āl-tanzyl w Āsrār āl-Tāwyl, (Beirut: Ihya al-turath al-Arabi, ed. 1, 1418A.H), vol. 4, p. 152.
[45] Al Qur'ān, 4:4
[46] Ālğwzy, Abdulreḥman bin Aly Ābwālfrğ, Zād Ālmysr fy ilm Āltfsyr, (Beirut: Dar-ul-Kitab, ed. 1, 1422), vol. 3, p. 351.
[47] Anwār āl-tanzyl w Āsrār āl-Tāwyl, vol. 4, p. 152.
[48] Tārykẖ ālādab ālarby, p. 59.
[49] Ibn Āby Šybah, Abdullah bin Muḥammad, Āl-Imām, Ālmuṣnaf, (Al-Riyadh: Maktabah al-Rushd Nashiron, ed. 1, 2004), vol. 8, p. 498.
[50] al-Jame al-ṣaḥiḥ lil-Bukhari, Al-Raqam al-Hadith: 4123.
[51] Ḥasān bin ṯhābit, Āldywān, (maṭba āldwla āltwnsya, 1864), p. 9.
[52] Ālkẖṭyb, Abdullkarym Yunus, Āltfsyr āl-Qurany lil-Quran, (Cairo: Dar-ul-Fikar al-Arabi, n/a), vol. 10, p. 194.
[53] Dywān Ḥasān, p. 196.
[54] Ālṯhuālby, Abdālmlik Ābw Manṣwr, Ābw ālṭayyab ālmtbny w mā lhu w mā Alyhi, (Cairo: Maktabah al-Husayn al-Tijariya, n/a), p. 88.
[55] The Science behind power of words, http://dailytimes.com.pk, retrived on 26-09-2021
[56] Fy ẓilāl ālqurān, vol. 6, p. 3601.
[57] Ālğāḥẓ, Ābw Uṯhmān Umrw bin Baḥr, Ālbyān w Āltbyyn, (Cairo: Maktab al-Khanji, 1332A.H.), vol. 1, p. 5.
[58] Ālṣlāby, Aly Muḥammad, Umer bin Abdul Azyz, Mu'ālm Āltğdyd w Āl-iṣlāḥ ālrāšd Ala minhāğ ālnubuwah, (Beirut: Dār āltwzy w ālnašr āl-islāmiyah, ed. 1, n/a), p. 198.
[59] Ālmiṣry, Āḥmd bin Ibrāhym bin Musṭafa, Jwāhar āl-adab fy ādbyāt, (Beirut: Musasah al-Mu'arif, n/a), vol. 2, p. 103.
[60] Ālsmrqndy, Ismāiyl bin Āḥmed Ābw-āl-Qāsim, Mā qurb sanadhu min ḥadiṯh āl-imām āby āl-Qāsim Ismāiyl ālsmrqndy, (al-Maktab al-Sunnah, ed. 1, 1994), p. 91.
[61] Ālkẖfāğy, Abdul Manam Muḥammad, Āl-ḥiyāt āl-Adbiyah fy Aṣr āl-Islām, (Beirut: Dar-ul-Kutab Lebonani, ed. 3, 1984), p. 76.